حلال سرٹیفکیشن کی شرعی ضرورت واہمیت

(ماکولات، مشروبات، ادویات اور تجمیلیات کا مطالعہ)

سید عارف علی شاہ الحسینی *

محمد اسماعیل عارفی **

حلال و حرام شریعت کے اساسی امور میں سے ہے۔ جن کا علم صرف علماء کو ہی نہیں بلکہ عوام الناس کو بھی ہونا ضروری ہے۔ بالخصوص دور حاضر میں ماکولات و مشروبات کی بہت سی اشیاء درآمد ہو رہی ہیں اور ملک میں تیار ہونے والی مصنوعات میں بھی ایسے اجزاء شامل ہوتے ہیں جو درآمد شدہ ہیں۔ ایسے میں حلال و حرام کی معرفت اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتی ہے۔ ہماری بحث درج ذیل نکات پر مشتمل ہوگی۔

ا۔ حلال و حرام کی اہمیت اور اس کی شرعی حیثیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے زندگی گذارنے کے لئے دینِ اسلام کو " دینِ حنیف "کے طور پر منتخب فرمایا ہے۔ جو فطری دین ہونے کے ساتھ ساتھ مکمل ضابطہ حیات ہے جس کے احکامات کا خلاصہ دو باتیں ہیں:

ا۔ حلال اور جائز امور سے استفادہ

۲ ۔ حرام اور محرمات سے اجتناب کرنا

گویا مسلمان کا دستورِ حیات (The way of life) ہی یہی ہے کہ وہ حلال کو اختیار کرے اور حرام سے بچے۔

آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں حلال و حرام سے متعلق بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے جس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کھانے کی تاکید اور حرام سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

* ریسرچ اسکالر، شعبہ اصول دین، کلیہ معارفِ اسلامیہ، جامعہ کراچی، پاکستان ۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اصول الدین، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی، پاکستان ۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ، إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (۱)

اے لوگو! زمین میں جو حلال پاکیزہ چیزیں ہیں وہ کھاؤاور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو یقین جانو کہ وہ تمہارے لیے ایک کھلا دشمن ہے، وہ تو تم کو یہی حکم دے گا کہ تم بدی اور بے حیائی کے کام کرو اور اللہ کے ذمے وہ باتیں لگاؤ جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔

سورہ المائدہ میں ارشاد فرمایا:

كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ (۲)

ترجمہ: اللہ نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے حلال پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور جس اللہ پر تم ایمان رکھتے ہو اس سے ڈرتے رہو۔

سورہ النحل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (۳)

ترجمہ: لہٰذا اللہ نے جو حلال پاکیزہ چیزیں تمہیں رزق کے طور پر دی ہیں انہیں کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکرادا کرو اگر تم واقعی اسی کی عبادت کرتے ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

طلب الحلال فريضة بعد الفريضة (٤)

نماز کے بعد سب سے بڑا فریضہ حلال طلب کرنا ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا:

طلب الحلال واجب على كل مسلم (٥)

حلال طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" أربع إذا كن فيك فلا عليك ما فاتك من الدنيا : حفظ أمانة وصدق حديث وحسن خليقة وعفة في طعمة " (٦)

چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جب وہ آپ کے اندر ہوں تو دنیا کی اور کوئی بھی چیز آپ کے پاس نہ رہے آپ کو کوئی فکر وغم نہیں ہونا چاہیے وہ چار خصلتیں یہ ہیں: ایک امانت کی حفاظت،

دوسری بات کی سچائی، تیسری اچھے اخلاق اور چوتھی پاکیزہ حلال کھانا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عن ابن عباس قال: تليت هذه الآية عند رسول الله صلى الله عليه وسلم: {يا أيها الناس كلوا مما في الأرض حلالا طيبا} [البقرة: ١٦٨] فقام سعد بن أبي وقاص، فقال: يا رسول الله، ادع الله أن يجعلني مستجاب الدعوة، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: «يا سعد أطب مطعمك تكن مستجاب الدعوة، والذي نفس محمد بيده، إن العبد ليقذف اللقمة الحرام في جوفه ما يتقبل منه عمل أربعين يوما، وأيما عبد نبت لحمه من السحت والربا فالنار أولى به» لا يروى هذا الحديث عن ابن جريج إلا بهذا الإسناد، تفرد به الاحتياطي "- (٧)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت تلاوت کی گئی: {يا أيها الناس كلوا مما في الأرض حلالا طيبا} اے لوگو! زمین میں جو حلال پاکیزہ چیزیں ہیں وہ کھاؤ! یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے مستجاب الدعوات بنائے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ارشاد فرمایا کہ اے سعد! پاکیزہ کھانا کھاؤ مستجاب الدعوات بن جاؤگے۔اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ جب بندہ حرام کا ایک لقمہ بھی اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے، چالیس دن تک اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں ہوتا اور جس بندے کے جسم کی پرورش حرام اور سود پر ہوئی اس کے لیے جہنم کی آگ ہی بہترین ٹھکانا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عن ابي بكر أن رسول الله صلي الله عليه وسلم قال " لا يدخل الجنة جسد غذي بالحرام ".(٨)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں وہ جسم داخل نہیں ہوگا جس کی پرورش حرام پر ہوئی ہو۔

حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لا يشرب الخمر رجل من أمتي فيقبل الله منه صلاة أربعين يوما» .

میری امت میں سے کوئی بھی شخص شراب نہیں پیتا مگر یہ کہ اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں" ۔(۹)

ایک اور جگہ ارشادفرمایا:

" الخمر أم الخبائث ومن شربها لم يقبل الله منه صلاة أربعين يوما، فإن مات وهي في بطنه مات ميتة جاهلية ". (۱۰)

شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے اور جس نے شراب پی اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں، اگر وہ اس حالت میں مرا کہ اس کے پیٹ میں شراب ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: «يأتي على الناس زمان، لا يبالي المرء ما أخذ منه، أمن الحلال أم من الحرام»(۱۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی اس بات کی پروا نہیں کرے گا کہ جو چیز وہ لے رہا ہے وہ حلال ہے یا حرام۔

تحلیل و تحریم منصبِ شارع ہے

کسی چیز کی حلت و حرمت ایک خالص دینی معاملہ ہونے کی وجہ سے اسلام نے یہ حق صرف شارع کو دیا ہے کہ وہ کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ کر سکتے ہیں، کوئی اور نہیں کر سکتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ (۱۲)

کہو کہ آخر کون ہے جس نے زینت کے اس سامان کو حرام قرار دیا ہو جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے اور اسی طرح پاکیزہ رزق کی چیزوں کو؟

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین اور غیر مسلم کے اس طرز عمل پر نکیر کی ہے کہ وہ بغیر کسی شرعی دلیل کے بعض چیزوں کو حرام قرار دیتے تھے اور بسا اوقات اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے تھے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا اور یہ بات دراصل اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کے مترادف ہے۔

سورہ النحل میں اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو بغیر کسی شرعی دلیل کے حرام قرار دینے کو افترا علی اللہ قرار

دیا ہے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ (١٣)

اور جن چیزوں کے بارے میں تمہاری زبانیں جھوٹی باتیں بناتی ہیں، ان کے بارے میں یہ مت کہا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ حرام ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اللہ پر جھوٹا بہتان باندھوگے یقین جانو کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے۔

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

من حرم رزق الله فهو مفتر على الله . (١٤)

جس نے اللہ تعالیٰ کے حلال رزق کو حرام کیا وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والا ہے۔

سورہ المائدہ میں بغیر شرعی دلیل کے حلال وحرام کے فیصلوں کو حد سے تجاوز قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ، وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ (١٥)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جو پاکیزہ چیزیں حلال کی ہیں ان کو حرام قرار نہ دو اور حد سے تجاوز نہ کرو! یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے حلال پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور جس اللہ پر تم ایمان رکھتے ہو اس سے ڈرتے رہو۔

حرام کو حلال کہنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ چناں چہ ارشاد فرمایا:

«لعن الله اليهود، حرمت عليهم الشحوم فجملوها، فباعوها». (١٦)

اللہ تعالی یہودیوں پر لعنت کریں (کیونکہ) ان پر چربی حرام کر دی گئی تھی تو انھوں نے (یہ حیلہ کیا کہ) چربی کو پگھلایا پھر بیچنے لگے (کہ اب تو حلال ہے)

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

التحريم ليس إلا التنصيص من الله تعالى دون التشهي والهوى. (١٧)

کسی چیز کو حرام قرار دینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی کسی واضح دلیل کی بنیاد پر ہی ہو سکتا

ہے، کسی کی خواہش پر نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حلال وحرام کے بارے میں اطلاع یا اس گواہی دینے والے کے لیے شریعت نے کڑی شرائط رکھی ہیں، جن میں عدالت ایک بنیادی شرط ہے، عدالت فقہ کی ایک خاص اصطلاح ہے، عادل اس شخص کو کہتے ہیں جو مسلمان ہو اور دیندار ہو۔ چناں چہ غیر مسلم، فاسق اور غیر مکلّف یعنی چھوٹے بچے کی خبر و گواہی کا دیانات میں اعتبار نہیں۔(۱۸)

ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

الحل والحرمة من الديانات ولا يقبل قول الكافر في الديانات . (۱۹)

حلت وحرمت دیانات میں سے ہیں اور اس میں کافر کا قول قبول نہیں کیا جائے گا۔

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وشرط العدالة في الديانات ، فإن من الديانات الحل والحرمة كما إذا أخبر بأن هذا حلال أو حرام . (۲۰)

دیانات میں عدالت شرط ہے پس حلت وحرمت دیانات میں سے ہیں جیسا کہ کوئی یہ خبر دے کہ یہ چیز حلال ہے یا حرام۔

۲۔ کائنات میں پائی جانے والی چند چیزوں کے علاوہ باقی ساری چیزیں اصلاً حلال ہیں

فقہاء کرام نے اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی ہے، اس حوالے سے تین موقف زیادہ مشہور ہیں:

۱. کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت کی ضرورت ہو گی؟

۲. کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً ممنوع اور حرام ہیں اور حلال ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت کی ضرورت ہو گی؟

۳. کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزوں کے بارے میں توقف اختیار کیا جائے گا، یعنی کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا حکم اس وقت تک نہیں لگائیں گے جب تک ہمارے پاس کوئی شرعی دلیل موجود نہ ہو؟

پہلے موقف کو فقہاء کرام "الاصل فی الاشیاء الاباحة "، دوسرے کو "الاصل فی الاشیاء الحرمة"، جبکہ تیسرے کو "الاصل فی الاشیاء التوقف " سے تعبیر فرماتے ہیں۔ فقہ اسلامی کے موجود

ذخیرے میں مختلف فقہاء کرام کی مختلف اقوال منسوب کیے گئے ہیں، ذیل میں مختلف فقہی مسالک کی روشنی میں اس اصول و قاعدہ کا اجمالی جائزہ پیش کرتے ہیں:

فقہاء کا موقف:

فقہاءِ احناف کی طرف مذکورہ بالا تینوں موقف (حلت، حرمت اور توقف) منسوب ہیں، تاہم جمہور فقہاءِ احناف رحمہم اللہ کے نزدیک کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل و ثبوت ضروری ہے۔

فقہ حنفی کے مشہور فقیہ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

المختار أن الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية . (۲۱)

راجح بات یہ ہے کہ جمہور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وقال بعض أصحابنا وبعض أصحاب الشافعي ومعتزلة بغداد: إنها على الحظر. (۲۲)

ہمارے (حنفیہ)، شافعیہ کے بعض حضرات اور بغداد کے معتزلہ کہتے ہیں کہ اشیاء میں اصل حظر (حرمت) ہے۔

صاحبِ اشباہ والنظائر تینوں قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وقال أصحابنا : الأصل فيها التوقف بمعنى أنه لا بد لها من حكم لكننا لم نقف عليه بالفعل انتهى (۲۳)

ہمارے حضرات (حنفیہ) فرماتے ہیں کہ اشیاء میں اصل توقف ہے یعنی کہ ہر چیز کا لازماً ایک شرعی حکم ہے لیکن ہمیں اس کا بالفعل علم نہیں ہوتا۔

جمہور احناف کے نزدیک راجح اور مختار پہلا قول ہے یعنی کہ تمام چیزوں میں اصل اباحت ہے۔ جیسا کہ علامہ شامیؒ کے حوالے سے ذکر ہوا۔

جمہور فقہاء شافعیہ رحمہم اللہ کے نزدیک کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل و ثبوت ضروری ہے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الأصل في الأشياء الإباحة حتى يدل الدليل على التحريم.هذا مذهبنا. (۲٤)

تمام چیزوں میں اصل اباحت ہے یہ ہمارا مذہب ہے۔

فقہ مالکی میں تینوں موقف (اباحت، حرمت اور توقف) ملتے ہیں، تاہم مالکیہ کا راجح مذہب یہی ہے کہ کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت ضروری ہے۔علامہ شہاب الدین ازہری مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الأصل في الأشياء الحل حتى يثبت دليل التحريم . (۲۵)

تمام چیزوں میں اصل حلت ہے جب تک اس کے حرام ہونے کی دلیل ثابت نہ ہو۔

علامہ زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الأصل في الأشياء الإباحة حتى يثبت النهي. (۲٦)

تمام چیزوں میں اصل اباحت ہے جب تک اس کے بارے میں نہی وارد نہ ہو۔

علامہ ابنِ عاشور تیونسی فرماتے ہیں:

وذهب المالكية ---- إلى أن الأصل في الأشياءالوقف(۲۷)

مالکیہ کامذہب یہ ہے کہ اشیاء میں اصل توقف ہے۔

علامہ عبداللہ ولاتی الشنقیطی نقل فرماتے ہیں:

الأصل في الأشياء قبل ورود الشرع المنع. (۲۸)

شرعی دلیل وارد ہونے سے پہلے اشیاء میں اصل ممانعت (حرمت) ہے۔

مالکیہ کے ہاں ایک اور قول بھی ملتا ہے کہ جن اشیاء میں منفعت کا پہلو غالب ہو وہ اصلاً مباح ہیں اور جن میں مضرت کا پہلو غالب ہو وہ اصلاً ممنوع ہیں۔ چناں چہ علامہ عبداللہ ولاتی الشنقیطی ایک اور جگہ نقل کرتے ہیں:

وفصل بعض الفقهاء في الشيء الذي تعارضت فيه الأدلة أو عدمت فقال إن كان ذلك الشيء مضراً فهو منهي عنه كراهة أو تحريماً على قدر مرتبته في المضرة ---وإن كان نافعاً --- فهو مأذون فيه إباحة أو ندباً أو وجوباً على مرتبته في النفع (۲۹)

جس چیز کے بارے میں ادلہ متعارض ہوں یا جس چیز کے بارے میں سرے سے دلیل معدوم ہو، توایسی چیز کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ چیز مضر ہو تو یہ چیز ضرر کے درجے کے حساب سے مکروہ یا حرام ہو گی، اور اگر یہ چیز نافع ہو تو یہ چیز نفع کے درجے کے اعتبار سے

مباح، مستحب یا واجب ہو گی۔

بندہ کے خیال میں یہ آخری قول صرف فقہ مالکی کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ تفصیل تمام فقہاء کے نزدیک ہے؛ کیونکہ منفعت اور مضرت حلت و حرمت کا ایک الگ مستقل متفقہ اصول ہے۔

حنابلہ کے نزدیک بھی کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل و ثبوت ضروری ہے۔علامہ ابنِ قدامہؒ فرماتے ہیں:

الأصل الإباحة ما لم يرد فيه تحريم(۳۰)

اشیاء میں اصل اباحت ہے جب تک اس میں حرمت کی دلیل وارد نہ ہو۔

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

أني لست أعلم خلاف أحد من العلماء السالفين : في أن ما لم يجئ دليل بتحريمه فهو مطلق غير محجور وقد نص على ذلك كثير ممن تكلم في أصول الفقه وفروعه وأحسب بعضهم ذكر في ذلك الإجماع يقينا أو ظنا كاليقين . (۳۱)

علماء سلف اس بات پر متفق ہیں کہ کسی چیز کی حرمت کی دلیل جب تک سامنے نہیں آئے گی اس وقت وہ حلال شمار ہو گی، اسی اصول کی تصریح اصولِ فقہ وغیرہ کے حضرات نے کی ہے اور بعض نے اس کے بارے میں اجماع کا قول بھی نقل کیا ہے۔

بعض فقہی عبارات سے یہ مفہوم ظاہر ہوتا ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت کا قاعدہ کسی خاص زمانے یا وقت کے ساتھ مختص تھا، مثلاً بعض فقہاء کی عبارات میں اس کو زمانہ "فترت" کے ساتھ خاص کیا گیا ہے، لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ یہ درحقیقت اس مسئلہ میں تیسرے موقف یعنی توقف کی تفصیل ہے کہ جب شریعت نازل نہیں ہوئی تھی اس وقت تک یہ قاعدہ تھا اور اب ہر چیز میں شرعی دلیل کی بنیاد پر فیصلہ ہو گا۔ وماھذا الا التوقف؛ کیونکہ اس میں تو کسی کا بھی اختلاف نہیں کہ شریعت کے آنے کے بعد شرعی دلیل اگر موجود ہے تو اس کو لیا جائے گا، نہ کہ اس اصول کو، اس اصول کا دائرہ کار ہی وہاں ہے جہاں شرعی دلیل موجود نہ ہو۔(۳۲)

خلاصہ یہ ہوا کہ تمام مسالکِ فقہیہ میں جمہور فقہاء کرام کے نزدیک کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل و ثبوت ضروری ہے۔

اہلِ علم کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ یہ قاعدہ عام نہیں، بلکہ اس قاعدے کا دائرہ کار صرف ان چیزوں تک

محدود ہوگا جن کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں شریعت کی واضح دلیل موجود نہ ہو۔ چناں چہ علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں:

ومن قال: الأصل الإباحة أو العفو؛ فليس ذلك على عمومه باتفاق، بل له مخصصات، ومن جملتها أن لا يعارضه طارئ ولا أصل- (۳۳)

جو حضرات فرماتے ہیں کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے تو ان کا یہ قول یا یہ قاعدہ بالاتفاق عموم پر محمول نہیں، بلکہ اس میں کئی وجھوں سے تخصیص ہو سکتی ہے جن میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ قاعدہ اس وقت تک ہے جب تک اس کے اصل پر کوئی اور حالت طاری نہ ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ قاعدہ ان اشیاء پر لاگو ہوگا جو خالص اپنی اصلی حالت (Raw Form) میں ہوں، کسی چیز کے اندر کوئی عمل (Process) ہونے کے بعد اس کا یہ حکم نہیں ہوگا، بلکہ اس کا حکم بدل سکتا ہے۔ نیز جو چیزیں اصلاً حرام ہیں ان پر بھی اس قاعدے کا اطلاق نہیں ہوگا، مثلاً گوشت، مرا ہوا جانور، عبادات سے متعلقہ مسائل، مناکحات وغیرہ۔ (۳۴)

اصل حرام چیزوں کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

اسی طرح اگر کسی چیز میں حلال اور حرام ہونے کے بارے میں دونوں طرح کے دلائل پائیں جائیں اور کسی ایک جانب کی طرف مرجح نہ ہو تو حرمت کو ترجیح ہوگی۔ علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

إذا اجتمع الحلال و الحرام غلب الحرام فمن فروعها : ما إذا تعارض دليلان أحدهما يقتضي التحريم و الآخرالإباحة قدم التحريم.(۳۵)

جب حلال اور حرام دونوں چیزیں جمع ہو جائیں تو حرام غالب ہوگی۔ اس کے فروع میں سے یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے حکم کے بارے میں شرعی دلائل متعارض ہو جائیں، جن میں سے ایک کا تقاضہ حرمت کا ہو اور دوسرے کا تقاضہ اباحت کا ہو تو حرمت والی دلیل مقدم ہوگی۔

اشیاء میں اصل اباحت ہونے کے شرعی دلائل:

کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہونے کا اصول قرآن، سنت، اجماع اور قیاس تمام شرعی دلائل سے ثابت ہے۔ ذیل میں ان دلائل میں چند کا ذکر کرتے ہیں:

قرآنی آیات:

سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

هُوَالَّذِي خَلَقَلَكُمْ مَافِي الْأَرْضِ جَمِيعًا (٣٦)

وہی ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے، تمہارے لیے پیدا کیا۔ (آسان ترجمہ قرآن)

کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً مباح ہیں، اس اصول کے بارے میں تقریباً مفسرین، محدثین اور فقہاء کرام نے بطورِ دلیل اس آیت کو پیش کیا ہے۔

سورہ اعراف آیت نمبر ۳۲ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ (٣٧)

کہو کہ آخر کون ہے جس نے زینت کے اس سامان کو حرام قرار دیا ہو جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے اور اسی طرح پاکیزہ رزق کی چیزوں کو؟

سورہ لقمان میں فرمایا:

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً (٣٨)

کیا تم لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے اللہ نے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری پوری نچھاور کی ہیں۔

اس آیت میں واضح ارشاد فرمایا کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے تابع کر دیا ہے، اور جب سب کچھ انسان کے لیے مسخر ہے تو ان ساری چیزوں سے انتفاع بھی جائز ہوگا۔

۲۔احادیثِ نبویہ سے اباحت اصل ہونے پر استدلال:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عن سلمان، رضي الله عنه قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن السمن والجبن والفرا فقال: «الحلال ما أحل الله في كتابه والحرام ما حرم الله في كتابه وما سكت عنه فهو مما عفي عنه».(٣٩)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھی، پنیر اور "فراء" کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "حلال وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے اور حرام وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہے اور جس چیز سے سکوت فرمایا، وہ معاف ہے۔"

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن أبي ثعلبة الخشني، رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن الله حد حدودا فلا تعتدوها وفرض لكم فرائض فلا تضيعوها وحرم أشياء فلا تنتهكوها وترك أشياء من غير نسيان من ربكم ولكن رحمة منه لكم فاقبلوها ولا تبحثوا فيها».(٤٠)

"اللہ تعالیٰ نے کچھ حدود مقرر فرمائی ہیں، سو ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور تمہارے لیے کچھ چیزیں فرض کی ہیں، سو ان کو ضائع مت کرو اور کچھ چیزیں حرام قرار دی ہیں سو ان کی بے حرمتی نہ کرو۔ (یعنی اس کا ارتکاب نہ کرو) اور کچھ چیزیں بطورِ رحمت، نہ کہ بھول کر، تمہارے لیے چھوڑ دی ہیں سو ان کو قبول کرو اور ان کے بارہ میں کھود کرید نہ کرو۔"

اجماع سے دلیل:

کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً مباح ہیں اس پر پوری امت کا اجماع ہے، علامہ ابن تیمیہؒ نے فتاویٰ ابن تیمیہ میں اس اصول کے بارے میں تمام علماء کے اجماع کا قول نقل کیا ہے۔(۴۱)

قیاس سے دلائل:

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی کوئی بھی چیز عبث اور فضول پیدا نہیں کی، بلکہ ہر چیز میں کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ (٤٢)

اور ہم نے آسمان، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، اس کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ ہم کوئی کھیل کرنا چاہتے ہوں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا (٤٣)

اور ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان جو چیزیں ہیں ان کو فضول ہی پیدا نہیں کیا۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ (٤٤)

اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں بے فائدہ کھیل کرنے کے لیے پیدا

نہیں کردی ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز میں نفع رکھا ہے اور جیسا کہ پہلے گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز انسان کے نفع کے لیے پیدا کی ہے، اور جب نفع ہے تو لازماً اس کی اجازت بھی ہوگی اور اس سے انتفاع مباح ہوگا۔ ورنہ جب اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے بے نیاز ہو اور انسان کے لیے اجازت نہ ہو تو ان چیزوں کا عبث اور بے کار ہونا لازم آئے گا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ تمام فقہاء کرام کے نزدیک کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت ضروری ہے۔

۳۔ کائنات میں پائی جانے والی بعض چیزیں اصلاً حرام ہیں

ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق تمام اشیاء اصلاً مباح ہیں، جیسا کہ ذکر ہوا، البتہ کچھ چیزیں اصولی طور پر حرام ہیں ان کے حلال ہونے کے لیے دلیل چاہیے، ان میں سے موضوع سے متعلق کچھ چیزوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا۔ گوشت (Meat) : فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ گوشت کے علاوہ باقی تمام اشیاء اصلاً حلال ہیں ان کے حرام ہونے کے لیے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، جبکہ اس کے برعکس گوشت اصلاً حرام ہے اس کے حلال ہونے کے لیے حلال ذبیحہ کی شرعی شرائط پوری کرنا ضروری ہے۔

اس حوالے سے سب سے بنیادی دلیل حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح بخاری کی حدیث ہے:

> عن عدي بن حاتم، قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت: إنا قوم نصيد بهذه الكلاب؟ فقال: «إذا أرسلت كلابك المعلمة، وذكرت اسم الله، فكل مما أمسكن عليكم وإن قتلن، إلا أن يأكل الكلب، فإني أخاف أن يكون إنما أمسكه على نفسه، وإن خالطها كلاب من غيرها فلا تأكل» (٤٥)

عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم شکاری قوم ہے ان کتوں کے ذریعے شکار کرتے ہیں؟ (اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آپ اپنے تربیت یافتہ کتوں کو شکار پکڑنے کے لیے چھوڑنے لگے اور آپ نے (اس پر) اللہ کا نام لیا ہو تو وہ جو چیز آپ کے لیے پکڑ کر لائے تو اسے

کھایا کرو اگرچہ اس نے مار ہی دیا ہو، الا یہ کہ کتا اس میں سے کھالے، اس لیے کہ اس صورت میں مجھے ڈر ہے کہ کتے نے اپنے لیے نہ پکڑا ہو اور اگر آپ کے کتوں کے ساتھ دوسرے کتے بھی مل جائے تو اس صورت میں پکڑی ہوئی شکار نہ کھاؤ۔

علامہ ابن قیمؒ نقل کرتے ہیں:

الأصل في الذبائح التحريم (٤٦)

ذبائح میں اصل تحریم ہے۔

علامہ ابن قدامہؒ نقل کرتے ہیں:

ما أصله الحظر كالذبيحة في بلدة فيها مجوس وعبدة أو ثان يذبحون فلا يجوز شراؤها وان جاز أن تكون ذبيحة مسلم لان الاصل التحريم فلا يجوز الا بيقين أو ظاهر.(٤٧)

جس چیز کی اصل حرمت ہو جیسے ذبیحہ، جہاں مجوس، اور بت پرست رہتے ہوں تو ایسے گوشت کا خریدنا جائز نہیں اگرچہ یہ ممکن ہے کہ یہ مسلمان کو ذبیحہ ہو؛ اس لیے کہ گوشت میں اصل حرام ہونا ہے تو یہ یقین یا ظاہر دلیل کے بغیر جائز نہیں۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:

أما إذا كان غالب أهل البلد من الكفار غير أهل الكتاب، فاللحم المعروض للبيع في السوق لا يحل للمسلمين، حتى يتبين بيقين أو بالظن الغالب أن هذا اللحم بعينه ذبحه مسلم أو كتابي بالطريق المشروع. وهذا ظاهر جدا.

وكذلك الحكم إذا كان أهل البلد مختلطين ما بين مسلم ووثني أو مجوسي؛ لأن ما وقع فيه الشك لا يحل حتى يتبين كونه حلالا ، والدليل على ذلك حديث عدي بن حاتم رضي الله عنه الذي مر فيما قبل، حيث حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم الصيد الذي شارك في اصطياده كلاب أخرى. (٤٨)

جب کسی ملک کے اکثر لوگ اہلِ کتاب کے علاوہ دیگر کافر ہوں، تو وہاں پر مارکیٹ میں بیچا جانے والا گوشت مسلمانوں کے لیے حلال نہیں، جب تک یہ یقین یا ظنِ غالب سے ثابت نہ ہو کہ یہ گوشت کسی مسلمان یا کتابی نے شرعی طریقے پر ذبح کیا ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے۔

اسی طرح جن ممالک میں مسلمان، مجوسی اور مشرکین اکٹھے رہتے ہوں، ان کا بھی یہی حکم ہے

اس لیے کہ جس چیز میں شک ہو جائے اس کا استعمال جائز نہیں جب تک اس کا حلال ہونا ثابت نہ ہو، اس بارے میں دلیل حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ کی حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شکار کو حرام قرار دیا جس کے شکار کرنے میں مسلمان کے کتے کے ساتھ کسی اور (غیر مسلم) کے کتے شریک ہوں۔

۲۔ خبیث اشیاء (Abominable) :

خبیث و مستقذر چیزیں اصلاً حرام ہیں، جس سے طبائعِ سلیمہ کو گھن آتی ہو، مثلاً کیڑے مکوڑے وغیرہ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ} (٤٩)

ترجمہ: اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام قرار دے گا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

{يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ} (٥٠)

ترجمہ: لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کونسی چیزیں حلال ہیں؟ کہہ دو کہ تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں۔

۳۔ مضر اشیاء (Harmful Things) :

نقصان دہ چیزیں، مثلاً زہر سمیت تمام مضر و مہلک چیزیں اصلاً حرام ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«لا ضرر ولا ضرار، من ضار ضاره الله، ومن شاق شاق الله عليه» (٥١)

ترجمہ: کہ اسلام میں نہ تو ابتدائی طور پر ضرر دینا جائز ہے اور نہ ہی کسی کے ضرر کے جواب میں ضرر دینا جائز ہے اور جس نے سختی کی اس پر اللہ رب العزت سختی کریں گے۔

علامہ رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

الأصل في المضار أن لا تكون مشروعة . (٥٢)

ترجمہ: تمام مضر چیزوں میں اصل یہ ہے کہ شریعت میں جائز نہیں۔

ایک اور جگہ نقل فرماتے ہیں:

الأصل في المضار الحرمة والمنع على الإطلاق. (٥٣)

ترجمہ: تمام مضر چیزوں میں مطلقاً اصل حرام اور ممنوع ہونا ہے۔

علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الأصل في المنافع الإباحة وفي المضار التحريم . (٥٤)

منافع میں اصل یہ ہے کہ وہ حلال ہیں اور مضر چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ حرام ہیں۔

۴۔ مسکر اشیاء (Intoxicants) :

تمام نشہ آور چیزیں اصلاً حرام ہیں، مثلاً شراب یا تمام نشہ آور اشیاء۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«كل مسكر حرام» . (٥٥)

ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے:

«فما أسكر فهو حرام». (٥٦)

پس جو چیز نشہ کرے وہ حرام ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے:

« اتقوا كل مسكر». (٥٧)

ہر نشہ آور چیز سے بچو۔

۵۔ نجس و ناپاک چیزیں (Impurity/Nijasat) :

تمام نجس و ناپاک چیزیں اصلاً حرام ہیں، مثلاً خون، پیشاب پاخانہ وغیرہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [المائدة: ٩٠]

اے ایمان والو! شراب، جوا، بتوں کے تھان اور جوے کے تیر، یہ سب ناپاک کام ہیں، لہٰذا ان سے بچو، تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ [الأنعام: ١٤٥]

ترجمہ: (اے پیغمبر! ان سے) کہو کہ: " جو وحی مجھ پر نازل کی گئی ہے اس میں تو میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس کا کھانا کسی کھانے والے کے لیے حرام ہو، الا یہ کہ وہ مردار ہو، یا بہتا ہوا خون ہو، یا سور کا گوشت ہو، کیونکہ وہ ناپاک ہے، یا جو ایسا گناہ کا جانور ہو جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔ ہاں جو شخص (ان چیزوں میں کسی کے کھانے پر) انتہائی مجبور ہو جائے، جبکہ وہ نہ لذت حاصل کرنے کی غرض سے ایسا کر رہا ہو اور نہ ضرورت کی حد سے آگے بڑھے، تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

حضرات مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں "رجس" سے مراد نجس ہے۔(۵۸)

علامہ قرافیؒ فرماتے ہیں:

كل نجس حرام. (۵۹)

ترجمہ: ہر نجس چیز حرام ہے۔

۴۔ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کے شرعی اصول وضوابط

گزشتہ بحث میں یہ بات ذکر کی گئی کہ گوشت کے علاوہ باقی اشیاء میں اصل اباحت ہے اور کسی چیز کو حرام قرار دینے کے لیے دلیل ضروری ہے، البتہ گوشت اصلاً حرام ہے اس کو حلال قرار دینے کے لیے دلیل ضروری ہے۔

اس بحث میں ان اصول وضوابط کا ذکر کرتے ہیں جو کسی چیز کو حرام قرار دینے کے لیے شریعت نے وضع کیے ہیں، موضوع کی مناسبت کے اعتبار سے ان اصول وضوابط کو دو قسم پر تقسیم کر سکتے ہیں:

پہلی قسم منصوص حلال وحرام:

ایک قسم وہ کہ جن چیزوں کا نام لے کر (By Name) شریعت نے حرام قرار دی ہیں، مثلاً خنزیر، مردار، شراب، بہتا ہوا خون اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور وغیرہ۔ اس قسم کو نص (Text of Quran & Sunnah) کہتے ہیں، یعنی قران وسنت کی واضح دلیل جس میں نام لے کر کسی چیز کو حرام قرار دیا ہو۔

دوسری قسم مستنبط اصول وضوابط:

حرام وناجائز اشیاء کی دوسری قسم وہ ہے کہ ایسی چیزیں جن کا نام لے کر شریعت نے حرام قرار نہیں دی، البتہ شریعت نے کچھ کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے کچھ اصول وضوابط بتادیئے کہ جو بھی چیز ان میں سے

کسی اصول وضابطے کے تحت آئے گی وہ ناجائز وحرام کہلائے گی۔ایسے اصول وضوابط سات ہیں:
قرآن وسنت کی روشنی میں سات اصول وضوابط ہیں، جن کی وجہ سے کوئی چیز حرام یا ناجائز ہوتی ہے ، گویا کہ قران وسنت کی واضح نص یا دیا گیا ضابطہ کل ملا کر سات اصول ہو گئے، جو درج ذیل ہیں:

۱. خباثت (Abominableness) : یعنی کسی چیز کا خبیث و مستقذر ہونا، جس سے طبائعِ سلیمہ کو گھن آتی ہو، مثلاً کیڑے مکوڑے وغیرہ۔
۲. ضرر (Harmfulness) : یعنی کسی چیز کا نقصان دہ ہونا، مثلاً زہر یا دیگر مضر ومہلک چیزیں ضرر کی وجہ سے حرام ہیں۔
۳. اسکار (Intoxication) : یعنی کسی چیز کا نشہ آور ہونا، مثلاً شراب یا تمام نشہ آور اشیاء اسی وجہ سے حرام ہیں۔
۴. نجاست (Impurity/Nijasat) : یعنی کسی چیز کا ناپاک ہونا، مثلاً پیشاب پاخانہ وغیرہ، تمام ناپاک چیزیں اسی وجہ سے حرام ہیں۔ان کی تفصیل تیسری بحث میں گزر چکی ہے۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں:

ضبط أهل الفقه حرمة التناول إما بالإسكار كالبنج وإما بالإضرار بالبدن كالتراب ، والترياق أو بالاستقذار كالمخاط، والبزاق وهذا كله فيما كان طاهرا . (٦٠)

اہلِ فقہ نے کسی چیز کا کھانا حرام ہونے کے لیے یہ ضابطہ بنایا ہے کہ یا تو اسکار یعنی نشہ کی وجہ سے چیز حرام ہو گی جیسے بھنگ وغیرہ، یا اضرار یعنی ضرر کی وجہ سے چیز حرام ہو گی جیسے مٹی، تریاق وغیرہ، یا استقذار واستخباث کی وجہ سے چیز حرام ہو گی جیسے تھوک، رینٹ وغیرہ اور یہ سب ان چیزوں میں حرمت کے اسباب ہیں جو پاک ہیں۔ (یعنی کہ نجاست اس کے علاوہ حرام ہونے کا ایک سبب ہے۔)

۵. احترام انسانیت (Human Dignity) : یعنی کرامتِ انسانی، انسانی جسم کے کسی بھی جزء کا استعمال انسانی احترام کی وجہ سے حرام ہے۔

قاموس الفقہ میں ہے:

أجمع الفقهاء على حرمة أكل لحم الإنسان . (٦١)

تمام فقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ انسانی گوشت یا دیگر اجزاء کھانا حرام ہے۔(٦٢)

علامہ احمد بن محمد مکی فرماتے ہیں:

لحم الإنسان حرام حقا للشرع وحقا للعبد. (٦٣)

انسان کا گوشت حرام ہے، حقِ شرع اور حقِ عبد کی وجہ سے۔

یہی بات علامہ زیلعیؒ نے فرمائی ہے۔ (۶۴)

امام جصاصؒ فرماتے ہیں:

تحريم لحم الإنسان، لحرمته. (٦٥)

انسان کا گوشت انسان کے احترام کی وجہ سے حرام ہے۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں:

الآدمي لا يحل بحال. (٦٦)

انسان کا گوشت کسی بھی حال میں حلال نہیں۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

لحم الإنسان لا يباح في الاضطرار لكرامته. (٦٧)

انسان کا گوشت حالتِ اضطرار میں بھی بیچنا مباح نہیں، انسان کی کرامت کی وجہ سے۔

۲. سبعیت (درندگی، Predators) : یعنی کسی جانور یا پرندے کا درندہ ہونا یعنی گوشت خور حیوانات جو فطری طور پر دوسرے جانوروں کا شکار کرکے کھاتے ہیں۔ اس بناء پر بھی تمام درندے (Predators) حرام ہیں۔ (۶۸)

۵۔ مشکوک و مشتبہ چیزوں کے بارے میں شرعی ضابطہ

حلال وحرام کے حوالے سے سب سے زیادہ صحیح اور واضح روایت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ہے جس کو صحاح ستہ سمیت اکثر محدثین نے نقل فرمایا ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«إن الحلال بين، وإن الحرام بين، وبينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس، فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه، وعرضه، ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام، كالراعي يرعى حول الحمى، يوشك أن يرتع فيه، ألا وإن لكل ملك حمى، ألا وإن حمى الله

محارمه، ألا وإن في الجسد مضغة، إذا صلحت، صلح الجسد كله، وإذا فسدت، فسد الجسد كله، ألا وهي القلب». صحيح مسلم (۳/ ۱۲۱۹) (۶۹)

"کہ بے شک حلال واضح ہے اور بے شک حرام واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں جن کو بہت سارے لوگ نہیں جانتے پس جو کوئی مشتبہات سے بچا تو اس شخص نے اپنے دین اور آبرو کی طرف سے صفائی پیش کردی اور جو کوئی مشتبہات میں واقع ہوا وہ حرام میں واقع ہوا، جیسا کہ چرواہا چراگاہ کے ارد گرد (جانور) چراتا ہے قریب ہے کہ وہ اس چراگاہ میں بھی جانور چر جائے گا۔ غور سے سنو! کہ ہر بادشاہ کے لیے ایک حمیٰ (چراگاہ) ہوتی ہے غور سے سنو! کہ اللہ تعالیٰ کی حمیٰ اس کی طرف سے حرام کی ہوئی چیزیں ہیں، اور جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو پورا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو پورا جسم خراب ہو جائے گا۔ خبردار وہ (ٹکڑا) دل ہے۔

نسائی شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے:

"وان من يخالط الريبة يوشک ان يجسر"

یعنی جو کوئی مشکوک چیزوں کے ساتھ اختلاط رکھتا ہے قریب ہے کہ وہ حرام کی بھی جسارت کریگا۔ (۷۰)

جیسا کہ یہ بات پہلے تفصیلاً گزر چکی ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صریح جائز اور مباح چیزیں زیادہ ہیں اور صریح ناجائز اور حرام چیزیں کم ہیں البتہ دونوں کے درمیان اکثر چیزیں مشتبہ ہیں۔ مشتبہات کے حوالے سے ہمارے دین میں مکمل احکامات اور تفصیلات موجود ہیں ۔چنانچہ مشتبہات کے حوالے سے سب سے مشہور، تفصیلی اور صحیح روایت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ہے جس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

اس حدیث شریف کے ضمن میں محدثین عظام نے جو تفصیلات ذکر کی ہیں ان تفاصیل کا خلاصہ درج ذیل باتیں ہیں:

شرعی طور پر اشیاء کی تین قسمیں ہیں:

حلال بین (Clear Halaal)

حرام بین (Clear Haraam)

مشتبہات (Doubtful)

مشتبہات کا شرعی حکم:

علامہ ابنِ حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی اس خوبصورت ترتیب سے مشتبہات کے مراتب معلوم ہو سکتے ہیں، مثلاً

نمبر ا: وہ مشتبہات جن سے بچنا فرض اور واجب (Obligatory) ہے۔

نمبر ۲: وہ مشتبہات جن سے بچنا مستحب (Desirable) ہے۔

نمبر ۳: وہ مشتبہات جن کا اعتبار نہیں۔اور ان سے بچنے کی کوشش کرنا غلو فی الدین ہے۔جیسے مباح الاصل چیزوں کے بارے میں زیادہ کھود کرید کرنا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی بھی چیز کی بنیاد (Origen/ Base) تین طرح کی ہو سکتی ہے:

نمبر ا: اس چیز کی بنیاد حرام ہو۔ مثلاً گوشت، کہ اس میں اصل حرام ہونا ہے، ذبح شرعی سے پہلے اس کا کھانا جائز نہیں لہذا جب اس میں شک ہوگا تو جب تک حلت کا یقین نہ ہو اس سے حرمت ختم نہیں ہوگی۔ امام بخاری نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی (شکار والی) حدیث میں اس اصل کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

نمبر ۲: اس چیز کی اصل مباح/جائز ہو۔ مثلاً کسی چیز کا پاک ہونا جیسے عام پانی، تو جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو صرف شک کی وجہ سے اس کی پاکی ختم نہیں ہوگی۔

نمبر ۳: اس چیز کی اصل میں شک ہو کہ اصلاً حلال ہے یا حرام۔ اس میں بہتر یہ ہے کہ اس کو چھوڑ دیا جائے اس اصل کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے جس میں راستے میں گری ہوئی کھجور کا ذکر ہے۔

مشتبہات کے بارے میں یہ تفصیل فتح الباری، ملا علی قاری رحمہ اللہ کی شرح مرقاۃ المفاتیح اور علامہ خطابیؒ کی کتاب سبل السلام وغیرہ میں مذکور ہے۔(۷۱)

خلاصہ یہ ہے کہ مشتبہات کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لیے دو راستے ہیں:

الف: بعض اوقات اس چیز کی اصل (Origen) کی بنیاد (Base) پر فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اصل اگر حلال ہے تو حلال ورنہ حرام۔

ب: بہت سارے موقعوں پر ظاہر کی طرف رجوع کرتے ہیں جب وہ اصل کے مقابلے میں زیادہ قوی ہو۔ (۷۲)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث سے سدِّ ذرائع کا اصول بھی معلوم ہوا کہ جو چیزیں حرام کے ارتکاب کا سبب بنیں ان سے بھی بچنا ضروری ہے۔ (۷۳)

مذکورہ تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اول تو مشتبہات سے بچنے کا حکم ہمیشہ مستحب نہیں ہوتا، بلکہ بسا اوقات مشتبہات سے بچنا واجب بھی ہوتا ہے۔ایک سچے مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ دین کے ہر حکم پر بدرجہ اتم (Maximum) عمل کرے یعنی فرض، واجب یا مستحب، ہر حکم پر بخوشی عمل کرنا چاہیے۔

۶۔ مشتبہ چیز کے حلال ہونے کے بارے میں تحریری سرٹیفکیٹ کی ضرورت

شریعت کا اصل حکم تو یہ ہے کہ جو چیزیں از روئے شریعت اصلاً مباح وجائز نہیں، جن کی تفصیل گزر چکی ہے، ان چیزوں کو استعمال کرنے سے پہلے مسلمان کے لیے ان کے حلال ہونے کا اطمینان حاصل کرنا ضروری ہے۔اس اطمینان کے لیے شرعی شرائط کے مطابق زبانی اطلاع کافی ہے اور اس کے لیے کسی تحریری ثبوت، مثلاً سرٹیفکیٹ وغیرہ کی ضرورت نہیں، لیکن ظاہر ہے کہ زبانی اطلاع اس وقت ممکن ہے جب کسی چیز کی مکمل حقیقت آپ کے سامنے ہو، یا اگر کوئی تیار شدہ (Processed) چیز ہو تو اس کی تیاری کے مکمل مراحل آپ کی نظر میں ہو، لیکن ظاہر ہے کہ کھانے پینے کی چند چیزوں کو چھوڑ کر آج کل اس طرح کی خالص دیسی یا اپنے طور پر تیار کردہ اشیاء بہت کم ہیں، اور مسلمان اکثر تیار شدہ اشیاء استعمال کرتے ہیں، جبکہ دوسری طرف صورتِ حال یہ ہے کہ ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق حلال انڈسٹری ۹۰ فیصد سے زیادہ غیر مسلموں کے ہاتھوں میں ہے، جس کی تیاری کے مراحل مسلمانوں کے سامنے نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ غیر مسلموں کی ملکیت ایسے ادارے عام طور پر کسی کو اپنی مصنوعات کے اجزاء یا ان تیاری کے مراحل کے بارے میں بتاتے ہیں، دوسری طرف مالی مفاد کے لیے جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے کا رواج عام ہے، لہٰذا کوئی بھی صانع (Manufacturer) یہ نہیں کہے گا کہ اس کی مصنوعات میں کوئی حرام یا کوئی مشکوک چیز شامل ہے، بلکہ ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ اس کی مصنوعات مکمل طور پر حلال ہیں، حالانکہ اس کی مصنوعات میں شامل اکثر چیزیں غیر مسلم ممالک سے امپورٹ ہوتی ہیں، لہٰذا کسی مسلمان کی زبانی بات پر بھی آج کل اعتماد کرنا مشکل ہے، جبکہ اس حوالے سے کوئی غیر مسلم حلال کی درست خبر بھی دے تو اس کی بات شرعاً قابلِ قبول نہیں۔ کیونکہ وہ شرعاً عادل نہیں۔

جس کے بعد واحد راستہ تحریری طور پر حلال سرٹیفکیٹ کا بچتا ہے، لہٰذا اس وجہ سے حلال سرٹیفکیشن کا کام شریعت کی رو سے نہ صرف جائز، بلکہ ضروری ہے۔ کیونکہ فقہ کا مشہور ضابطہ ہے:

ما كان وسيلة إلى الواجب واجب. (٧٤)

کہ جو چیز کسی واجب کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ ہو وہ خود واجب ہوتی ہے۔

یہ قاعدہ مختلف الفاظ میں فقہاء کرام اور محدثین عظام نے نقل کیا ہے۔(۷۵)

۷۔ حلال سرٹیفکیشن کا شرعی دائرہ کار: (Scope of Halal Certification)

ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق حلال انڈسٹری کی ہر وہ چیز جو انسانی جسم کے داخلی یا خارجی استعمال میں آتی ہو، ایسی تمام اشیاء کی درج ذیل حالتوں میں حلال سرٹیفکیشن ضروری ہے:

۱) وہ چیز ان اشیاء میں سے نہ ہو جو اصلاً حلال ہیں۔

۲) وہ چیز جو اصلاً تو حلال ہے لیکن اپنی اصلی حالت میں استعمال نہ ہوتی ہو، بلکہ اس کے ساتھ اور بھی چیزیں ملادی جاتی ہوں، اور یہ اضافی چیزیں (Additives) یقیناً یا غالب گمان کے درجے میں حرام یا قوی درجے کے مشکوک ہوں۔

۳) تحریری سرٹیفکیٹ کے علاوہ ایسی چیزوں کے حلال ہونے کے اطمینان کے حصول کے لیے کوئی اور قابلِ اعتماد شرعی ذریعہ نہ ہو۔

۸۔ مسلم اور غیر مسلم ممالک میں حلال سرٹیفکیشن کی اہمیت وضرورت

ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق دوسری حلال اشیاء، تو ایسی چیزوں کی حلال سرٹیفکیشن از روئے شریعت ضروری نہیں، لیکن اگر مسلمان ممالک میں ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق اشیاء غیر مسلم ممالک سے درآمد (Import) ہوتی ہوں یا وہ مسلمان صانعین مسلم ممالک میں تیار تو کرتے ہوں لیکن ان چیزوں کے اجزاء ترکیبی (Ingredients) غیر مسلم ممالک سے درآمد (Import) ہوتی ہوں اور ان اجزاء میں یقیناً یا غالب گمان کے درجے میں حرام یا قوی درجے کے مشکوک ہوں، تو ایسی تمام اشیاء کی حلال سرٹیفکیشن ضروری ہے، بشرطیکہ سرٹیفکیٹ کے علاوہ مسلمان کے پاس حلال کے اطمینان کے حصول کے لیے کوئی اور قابلِ اعتماد شرعی ذریعہ نہ ہو۔اور اس میں مسلم اور غیر مسلم ممالک کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

خلاصۂ بحث:

خلاصہ یہ ہوا کہ موجودہ حالات میں ماکولات (Foods)، مشروبات (Beverages)، ادویات (Medicines) اور تجمیلیات (Cosmetics) کی چیزوں کی حلال سرٹیفکیشن ضروری ہے، بالخصوص جبکہ

آجکل مارکیٹ میں مشکوک، بلکہ حرام مصنوعات(Haraam Products) اور حرام اجزائے ترکیبی (Haraam Ingredients) کی کثرت ہے اور بعض غیر مسلم صانع باقاعدہ سازش کے تحت مسلمانوں کو حرام کھلانے کے لیے اپنی مصنوعات میں ناپاک وحرام اشیاء ملاتے ہیں تاکہ مسلمان حرام کھانے میں مبتلا ہوں اور ان کے ایمان واعمال کو اور ان کی روحانیت کے نظام کو تباہ کیا جاسکے۔ایسی حالت میں مسلمانوں کی یہ مذہبی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر قسم کی حرام اور مشتبہ چیزوں کے سدِباب کی بھرپور کوشش کریں۔اگرچہ حرام اور مشتبہ چیزوں کا کھوج لگانا ایک مشکل کام ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں اور اگر کوئی سرکاری یا نجی طور پر کوئی ادارہ مسلمانوں کو حرام مصنوعات کے استعمال سے بچانے کی نیت سے ہمت کر کے اپنی صلاحیتوں کو وقف کردیتا ہے تو واقعی ایسا ادارہ خراج تحسین کے لائق ہے۔

نیز ایک طرف اگر ایسے اداروں کی ضرورت ہے تو دوسری طرف اس بات کا بھی اندیشہ ہے کہ کہیں حلال سرٹیفکیٹ کے نام پر باقاعدہ کوئی کاروبار شروع نہ ہو اس لیے ضروری ہے کہ حکومتِ وقت اس حوالے سے سنجیدہ اقدامات اٹھائے اور غذائی علوم اور شریعہ کے ماہرین اس مقصد کے لیے اپنی خدمات پیش کریں تاکہ افراط وتفریط سے بچا جائے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) البقرۃ: ۱۶۸/۱۶۹

(۲) المائدۃ/۸۸

(۳) النحل/۱۱۴

(٤) السيوطي ، جلال الدين ، عبد الرحمن بن أبي بكر، المتوفى: ٩١١ھ ، الجامع الصغير: ۳/۱۳۱ : ، المكتبة التجارية، مكة المكرمة

(٥) الجامع الصغير :ج ۳ / ص ۱۳۱

(٦) الألباني ، أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم ، المتوفى: ١٤٢٠ھ ، صحيح الجامع الصغير وزياداته، الطبعة :الثالثة،١٤٠٨ ھ - ١٩٨٨ م ، ج١/ص٢١٢ ،

المكتب الإسلامي بيروت دمشق ، ؛ الألباني ، سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها الطبعة :الأولى١٤١٥هـ - ١٩٩٥ م ، ج ٢/ص ١٢ ، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض ؛ الهيثمي ، نور الدين ، علي بن أبي بكر ، غاية المقصد فى زوائد المسند ، ١٤٢١ ھ - ٢٠٠١ م ، ج ٢ / ص ٣١١٦ ، دار الكتب العلمية

(٧) الطبراني ، أبو القاسم ، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، المتوفى: ٣٦٠ھ ، المعجم الأوسط: ج ٦ / ص ٣١٠ ، دار الحرمين – القاهرة

(٨) المعجم الأوسط:ج ٦ /ص ١١٣) سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها :ج ٠٦/ص ٢١٢

(٩) السيوطي ، جلال الدين ، عبد الرحمن بن أبي بكر، المتوفى: ٩١١هـ ، ، جامع الاحاديث للسيوطى، سنة النشر: ١٤١٤ – ١٩٩٤، ج ٢٠/ص ٥٥ ، ايضاً صحيح الجامع الصغير وزياداتها،٠٢/١٢٧٦

(١٠) سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها : ٤/ ٤٦٩

(١١) البخاري ، أبو عبدالله ، محمد بن إسماعيل الجعفي ، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه ، الطبعة :الأولى، ١٤٢٢هـ ، ج ٣ / ص ٥٥

(١٢) الأعراف: ٣٢

(١٣) النحل: ١١٦

(١٤) الرازي ، فخر الدين ، أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي ، المتوفى: ٦٠٦هـ ، تفسير الرازي ، الطبعة :الثالثة – ١٤٢٠ هـ:١/ ٢٩٨ ، مفاتيح الغيب = التفسير الكبير ، دار إحياء التراث العربي – بيروت

(١٥) المائدة/٨٧، ٨٨

(١٦) صحيح البخاري :٤/ ١٧٠

(١٧) الألوسي ، شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني ، المتوفى: ١٢٧٠هـ ، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ، الطبعة :الأولى، ١٤١٥ هـ، ج ٦/ ص ٥٢ ، دار الكتب العلمية – بيروت

(١٨) العناية شرح الهداية (١٤/ ٢١٤) ؛ الزيلعي ، فخر الدين عثمان بن علي بن محجن البارعي، الحنفي ، المتوفى: ٧٤٣ هـ ، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، الطبعة :الأولى، ١٣١٣ هـ (١٦/ ٣٢٩) ، المطبعة الكبرى الأميرية – بولاق، القاهرة ؛ تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق (١٦/

۳۳۱)، رد المحتار (۲۶/ ۳۱۸) ؛ ابن الهمام ، كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي ، المتوفى: ۸۶۱هـ ، فتح القدير (۲۲/ ۱۴۸) دار الفكر

(۱۹) البحر الرائق شرح كنز الدقائق (۲۲/ ۱۰۸)

(۲۰) رد المحتار (۲۶/ ۳۱۸)

(۲۱) رد المحتار (۲۶/ ۳۱۸)

(۲۲) رد المحتار (۲۶/ ۳۱۸)

(۲۳) ابن نجيم ، الاشباه والنظائر، ص۸۷

(۲٤) السيوطی، الاشباه والنظائر فی قواعد و فروع فقہ الشافعية، ص٦٠

(۲٥) النفراوی ، شہاب الدين الازہری، الفواکہ الدوانی علی رسالة ابن ابی زيد القيروانی، ۲/۲۸۴

(۲٦) الزرقاني ، عبد الباقي بن يوسف بن أحمد المصري ، المتوفى: ۱۰۹۹هـ ، شرح الزُّرقاني على مختصر خليل، وحاشية البناني ، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ هـ - ۲۰۰۲ م ،ج ۱/ ص ۳۲۰ ، دار الكتب العلمية، بيروت — لبنان

(۲۷) ابن عاشور التونسي ، محمد الطاهر بن محمد ، تحرير المعنى السديد وتنوير العقل الجديد من تفسير الكتاب المجيد، سنة النشر۱۹۸٤هـ ، ج ۱/ص ۳۸۱ ، المتوفى: ۱۳۹۳هـ ، الدار التونسية للنشر — تونس

(۲۸) الشنقيطي ، محمد يحيى بن عمر المختار بن الطالب ، إيصال السالك في أصول الإمام مالك ۱۳۳۰هـ/۱۹۱۲م ، ص۲۰

(۲۹) إيصال السالك في أصول الإمام مالك ، ص۲۰

(۳۰) الأصل الإباحة ما لم يرد فيه تحريم ، ابن قدامة المقدسي ، أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلي المقدسي ثم الدمشقي الحنبلي ، المتوفى: ۶۲۰هـ ، المغني ،۱۱/ ۶۶ ، الناشر :مكتبة القاهرة

(۳۱) مجموع فتاوى ابن تيمية (۵/ ۳۱)

(۳۲) كشف الأسرار ج ۳/ ص ۱۴۶ ، التوضيح على التنقيح:۲/ ۹۸ ؛ وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية — الكويت ، الموسوعة الفقهية الكويتية ،۱۴۲۷ ھ ، ۱۹/ ۱۰۸ ، مطابع دار الصفوة — مصر ؛ (قاموس الفقه:/ ۱۴۶۵) ؛ أبو حيان محمد بن يوسف بن علي بن يوسف بن حيان

أثير الدين الأندلسي ، المتوفى: ۷۴۵ھ ، البحر المحيط ، 1420 :ھ :۱/ ۱۸۶، دار الفكر – بيروت

(۳۳) الشاطبي ، إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي ، المتوفى: ۷۹۰ھ ، الموافقات ، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷م ج ۱/ ص ۲۹۴ ، دار ابن عفان

(۳۴) الأشباه والنظائر: ۸۸ ؛ ابن قيم الجوزي ، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ،المتوفى: ۷۵۱ھ ، إعلام الموقعين عن رب العالمين ، الطبعة :الأولى، ۱۴۱۱ھ – ۱۹۹۱م ، ج ۱/ ص ۳۹۴) ، دار الكتب العلمية – بيروت ؛ داماد أفندي ، عبد الرحمن بن محمد بن سليمان المدعو بشيخي زاده ، المتوفى: ۱۰۷۸ھ، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر (۸/ ۲۶۳) ، الناشر :دار إحياء التراث العربي

(۳۵) الأشباه والنظائر: ۱۳۴ ؛ ابن قدامة المقدسي الجماعيلي الحنبلي ، أبو الفرج، شمس الدين ، عبد الرحمن بن محمد بن أحمد ، ، المتوفى: ۶۸۲ھ ، الشرح الكبير لابن قدامة :۴/ ۲۲ ، دار الكتاب العربي للنشر والتوزيع ؛ محمد تقي العثماني بن الشيخ المفتي محمد شفيع ، بحوث فی قضايا فقهيه معاصره ، الطبعة :الثانية، ۱۴۲۴ھ – ۲۰۰۳ م، ج ۲/ ص ۳۹– ۴۱ دار النشر :دار القلم – دمشق ، ايضاً مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر :۴/ ۴۷۵

(۳۶) البقرة: ۲۹

(۳۷) الأعراف: ۳۲

(۳۸) لقمان: ۲۰

(۳۹) الحاكم ، أبو عبد الله محمد بن عبد الله النيسابوري ، المستدرك على الصحيحين للحاكم مع تعليقات الذهبي في التلخيص ، سنة النشر: ۱۴۱۷ – ۱۹۹۷، ج ۴/ ص ۱۲۹ ، دار الحرمين ؛ أبو عيسى الترمذي، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، ت۲۷۹ھ ، الجامع الصحيح سنن الترمذي ، سنة النشر: ۱۹۹۸ م ، (۴/ ۱۱۹) ، ، دار الغرب الإسلامي – بيروت

(۴۰) المستدرك على الصحيحين ، ۴/ ۱۲۹

(۴۱) ابن تيمية تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم الحراني (المتوفى: ۷۲۸ھ ، مجموع فتاوى ابن تيمية ،۱٤۱٦ھ/۱۹۹۵م ، (۵/ ۳۱) ، ، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية ؛ أني لست أعلم خلاف أحد من العلماء السالفين : في أن ما لم يجئ دليل بتحريمه فهو مطلق غير محجور وقد نص على ذلك كثير ممن تكلم في أصول الفقه وفروعه وأحسب بعضهم ذكر في ذلك الإجماع يقينا أو ظنا كاليقين .

(٤٢) الأنبياء: ١٦

(٤٣) ص: ٢٧

(٤٤) الدخان: ٣٨

(٤٥) صحيح البخاري (٧/ ٨٧)

(٤٦) إعلام الموقعين عن رب العالمين، (١/ ٣٩٤) ، ايضاً ؛ الزحيلي ، د. محمد مصطفى ، القواعد الفقهية وتطبيقاتها في المذاهب الأربعة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ - ٢٠٠٦ م ، (١/ ١٩٢) ، عميد كلية الشريعة والدراسات الإسلامية - جامعة الشارقة ، الناشر: دار الفكر – دمشق ؛ القحْطانيُّ ، أبو مُحمَّدٍ، صالحُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حسنٍ آلُ عُمَيِّرٍ، الأسمريُّ، مجموعة الفوائد البهية على منظومة القواعد الفقهية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ - ٢٠٠٠ م، (ص: ٧٢) ، دار الصميعي للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية

(٤٧) الشرح الكبير على متن المقنع:۴/ ٢٢/٢٣

(٤٨) بحوث في قضايا فقهية معاصرة. : ص: ۴١٧/۴١٨

(٤٩) الأعراف: ١٥٧

(٥٠) المائدة: ٤

(٥١) المستدرك على الصحيحين للحاكم (٢/ ٦٦)

(٥٢) مفاتيح الغيب = التفسير الكبير (١١/ ٣١٧)

(٥٣) تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير (١۴/ ٢٨٣)

(٥٤) السبكي ، تقي الدين أبو الحسن علي بن عبد الكافي بن علي بن تمام بن حامد بن يحيي، الإبهاج في شرح المنهاج ، عام النشر: ١۴١٦هـ - ١٩٩٥ م ، (٣/ ١٦٥) دار الكتب العلمية –بيروت؛ صفي الدين محمد بن عبد الرحيم الأرموي الهندي (٧١٥ هـ) ، نهاية الوصول في دراية الأصول، الطبعة: الأولى، ١۴١٦ هـ - ١٩٩٦ م ، (٨/ ٣٨٩۴) ، المكتبة التجارية بمكة المكرمة

(٥٥) صحيح البخاري (٨/ ٣٠)

(٥٦) صحيح البخاري (٧/ ١٠٧)

(٥٧) النسائي ، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، (المتوفى: ٣٠٣هـ)، السنن الكبرى ، الطبعة: الأولى، ١۴٢١ هـ - ٢٠٠١ م، ٥/ ٩٥، الناشر: مؤسسة الرسالة – بيروت

(٥٨) العمراني اليمني الشافعي ، أبو الحسين يحيى بن أبي الخير بن سالم (المتوفى: ٥٥٨هـ)، البيان في مذهب الإمام الشافعي، الطبعة: الأولى، ١۴٢١ هـ- ٢٠٠٠ م، (١٢/ ٥١۴)، الناشر: دار

المنهاج – جدة، (الرجس) : اسم للشيء النجس، وكل نجس حرام.

(۵۹) القرافي ، أبو العباس شهاب الدين أحمد بن إدريس بن عبد الرحمن المالكي (المتوفى: ۶۸۴هـ)، الذخيرة، الطبعة: الأولى، ۱۹۹۴ م، ۴/ ۱۰۶، الناشر: دار الغرب الإسلامي- بيروت ؛ العثيمين ، محمد بن صالح بن محمد (المتوفى: ۱۴۲۱هـ) ، الشرح الممتع على زاد المستقنع، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ - ۱۴۲۸ هـ، ۱/ ۹۴ ، دار النشر: دار ابن الجوزي

(٦٠) ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي ، المتوفى: ۱۲۵۲ھ ، العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية، ۷/ ۴۲۶ ، الناشر: دار المعرفة بيروت

(٦١) (قاموس الفقه:/ ۱۴۶۵)

(٦٢) الموسوعة الفقهية الكويتية (۳۵/ ۲۱۲) ، (قاموس الفقه:/ ۱۴۶۵) أجمع الفقهاء على حرمة أكل لحم الإنسان (۳) لقوله تعالى: {ولقد كرمنا بني آدم} ؛ حاشية ابن عابدين ۱ / ۱۳۶، وحاشية الدسوقي على الشرح الكبير ۲ / ۱۱۴، وفتح العزيز مع المجموع ۱ / ۱۶۲، والقليوبي وعميرة ۴ / ۲۶۲، ومطالب أولي النهى ۶ / ۳۲۳.

(٦٣) الحموي ، أحمد بن محمد مكي، أبو العباس، شهاب الدين الحسيني الحنفي ، المتوفى: ۱۰۹۸هـ ، غمز عيون البصائر في شرح الأشباه والنظائر، الطبعة: الأولى، ۱۴۰۵هـ - ۱۹۸۵م، ۴/ ۱۶۱ ، الناشر: دار الكتب العلمية

(٦٤) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ، ۲/ ۶۸

(٦٥) الجصاص ، أحمد بن علي أبو بكر الرازي الحنفي ، المتوفى: ۳۷۰ هـ ، شرح مختصر الطحاوي ، الطبعة: الأولى ۱۴۳۱ هـ - ۲۰۱۰ م ، ۱/ ۲۸۸ ، الناشر: دار البشائر الإسلامية - ودار السراج

(٦٦) رد المحتار على الدر المختار، ۲/ ۵۶۳

(٦٧) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) ج ۶/ ص ۳۳۸

(٦٨) تنقيح الفتاوى الحامدية (۷/ ۴۲۶) ، اللقطات فيما يباح ويحرم من الأطعمة والمشروبات (ص: ۲) المكتبة الشامله ويحرم كل نجس ومتنجس ، وضار ومسكر ، وما تعلق به حق الغير ــــ ولهذا قلنا : إن لحوم السباع وسائر الحيوان ما سوى الإنسان والخنزير مباحة . (ايضاً تسہیل بہشتی زیور :۲/۲۵۹)

(٦٩) مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري أبو الحسين ، صحيح مسلم للنيسابوري:۵ / ۵۰ ، دار إحياء الكتب العربية عيسى البابي الحلبي وشركاه ، (صحيح بخاری: ۳/۵۳، باب الحلال بين

والحرام بين وبينهما مشبهات)

(۷۰) (سنن نسائی :۳/۳۹۱، حدیث نمبر ۵۲۱۹) مزید دیکھیے: (سنن ترمذی: ۳/۲۱۳، حدیث نمبر ۱۲۰۵)، سنن ابی داؤد: (۳/۲۴۷، حدیث نمبر ۳۳۳) ، ریاض الصالحین: (۱/۳۱۵، حدیث نمبر ۳۱۱) سنن ابن ماجه: (۲/۱۳۱۸، حدیث نمبر ۳۹۸۴)

(۷۱) فتح الباری:۴ / ۲۹۲، ایضاً (مرقاۃالمفاتیح۹/۲۴۷ ، سبل السلام ۶/۳۵)

(۷۲) (فتح الباری :۱/۱۱۷)

(۷۳) (فتح الباری:۱/۱۱۸)

(۷٤) الشيباني ، أبو عبد الله محمد بن الحسن ، المتوفى: ۱۸۹ھ ، الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير لمن يطالع الجامع الصغير، الطبعة: الأولى، ۱۴۰۶ هـ، ص: ۴۹۰ ، للشيخ محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم الأنصاري اللكنوي الهندي، أبو الحسنات ، المتوفى: ۱۳۰۴ھ ، عالم الكتب - بيروت

(۷۵) نجم الدين الطوفي الصرصري، سليمان بن عبد القوي بن عبد الكريم أبو الربيع، (المتوفى: ۷۱۶ھ، التعيين في شرح الأربعين، الطبعة: الأولى، ۱۴۱۹ هـ - ۱۹۹۸ م، ۱/ ۲۳۳،۲۱۰، مؤسسة الريان (بيروت - لبنان)، المكتَبة المكيّة (مكّة - المملكة العربية السعودية)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆